قلعوں پر مشتمل تھا[۲]۔

قازق روسی اقتدار میں: برضا و رغبت یا بہ امر مجبوری؟

لشکر کوچک (جو تقریباً ایک ہزار قبائلی خاندانوں اور چار لاکھ نفوس کی آبادی پر مشتمل تھا[۳]) کے خان ابوالخیر نے بہ امر مجبوری روسیوں کی بالادستی قبول کی۔ زار شاہی روس اور بعد میں کریملن کے سوویت حکمرانوں کا یہ دعویٰ قطعاً غلط ہے کہ قازقوں نے روسی "ترقی یافتہ تہذیب و ثقافت" سے متاثر ہو کر برضا و رغبت روسی رعایا بننا قبول کیا۔ دراصل اس سے قبل ۱۵۵۳ء میں روسیوں نے سائبیریا کی مسلم تاتار خانیت کے خان کچم کے خلاف کارروائی کے دوران قازق خان حق نذار خان سے حمایت کی درخواست کی تھی جو خان نے باوجود یہ کہ کچم خان کے ساتھ اس کے اختلافات موجود تھے، قبول نہیں کی تھی بلکہ روسیوں کے سفیر کو راستے ہی میں ہلاک کر دیا گیا تھا[۴]۔ مئی ۱۵۹۵ء میں زار فیڈور نے ایک بار پھر قازق خان توکل کے پاس ایک مشن روانہ کیا اور قازقوں سے روسی بالادستی قبول کرنے کی درخواست کی لیکن خان توکل کے لیے روسیوں کی طرف سے عائد کردہ شرائط انتہائی سخت تھیں۔ ان شرائط کے تحت خان کو بیک وقت سائبیریا کے کچم خان اور بخارا کے امیر کے ساتھ دشمنی کا اعلان کرنا تھا۔ مزید یہ کہ اسے روس سے اپنی وفاداری کے ثبوت کے طور پر اپنے بیٹے کو بطور یرغمال روسی حکام کے حوالے کرنا تھا۔ چنانچہ روس اور قازق خان کے مابین رسمی روابط یکدم ختم کر دیے گئے"[۵]۔

اکتوبر ۱۷۳۱ء میں خان ابوالخیر کی طرف سے روسی بالادستی قبول کرنے کے باوجود "ابوالخیر نے روسیوں کے وفادار ماتحت کا رویہ قطعاً نہیں اپنایا۔ بلکہ اس نے بسا اوقات جنگار کلموکوں کی طرف سے تعلقات بہتر بنانے کی کوششوں کی حوصلہ افزائی کی"[۶]۔ ۱۷۳۸ء میں اورنبرگ فرنٹیر کمیشن کے سربراہ تاتیشیف نے جب ابوالخیر سے بشکیریوں کے خلاف مہم میں مدد کی درخواست کی تو "ابوالخیر نے ہر بشکیر مقتول کے بدلے ۶۰ سے ۱۰۰ روبل ادائیگی کی روسی پیشکش اور بشکیریوں کے ساتھ سابقہ دشمنی کے باوجود روسیوں کی درخواست نہ صرف مسترد کر دی بلکہ بشکیریوں کی امداد و حمایت میں اس حد تک گیا کہ خود اورنبرگ پر حملہ آور ہوا"[۷]۔ اس سے قبل تاتیشیف کے پیش رو کیریلوف نے "ابوالخیر کو (روسیوں کے قریب تر لانے کے لیے) اورنبرگ میں نہ صرف اپنے لئے رہائشی عمارات اور مساجد کی تعمیر کی اجازت دی بلکہ اورنبرگ کے گرد و نواح کے سبزہ زاروں میں اپنے ریوڑ اور مویشی چرانے کی

بھی کھلی چھٹی دی۔ تاہم ابو الخیر اور اس کے بیٹوں نے روسیوں کے ساتھ قربت کے تعلقات قائم کرنے میں دلچسپی نہیں دکھائی"۷۸۔

روسیوں کی طرف سے ابو الخیر کے بیٹوں کو بطور یرغمال رکھنا، اس کے جانشینوں اور روسیوں کے مابین بعد کے ادوار میں اختلافات کا کھل کر سامنے آنا اور لشکر کو چک کے خانوں کی روس نوازی کے خلاف داخلی بغاوتوں کا ظہور اس حقیقت کی گواہی دیتے ہیں کہ قازقوں کی طرف سے روسی بالادستی کو قبول کرنا ان کی ایک وقتی ضرورت تھی جو بدقسمتی سے بعد میں ان کے گلے میں مستقل طوق بن کر رہ گئی۔ قازقوں نے کبھی بھی اپنے علاقوں کو روسی سلطنت میں ضم کرنے کی کوششوں کو برداشت نہیں کیا۔ ابو الخیر کے بیٹے اور اسکے جانشین نور علی نے جب دریائے کودیر کے کنارے اپنے باپ کے مقبرے کی تعمیر کے لئے روسیوں سے ایک ہزار کاریگر بھیجنے کی درخواست کی تو روسیوں نے ابو الخیر کا مقبرہ تعمیر کرنے میں مدد دینے کے لیے یہ شرط عاید کی کہ اس کی لاش کو اورنبرگ شہر کے قرب و جوار میں دفن کیا جائے۔ "نور علی نے روسیوں کی اس شرط کو یہ کہہ کر رد کر دیا کہ یہ سٹیپ کے قازق علاقوں کو روس میں ضم کرنے کے روسی منصوبے کا پیش خیمہ ہے"۷۹ مارتھا برل اولکاٹ کے الفاظ میں "نور علی کے یہ خدشات اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں کہ قازقوں کے لئے روسیوں کے ساتھ تعلقات ایک مصلحت آمیز اتحاد (expedient alliance) سے عبارت تھے اور وہ دونوں اقوام (روسی اور قازق) کے مابین مستقل وحدت (permanent union) کے قیام کی کوششوں کی مزاحمت کرتے رہے"۸۰۔ ایک روسی تاریخ دان ایم ویاتکین کے الفاظ میں "۱۷۳۵ء سے ۱۸۶۹ء تک کے عرصہ کے دوران روس - قازق تعلقات روسی اقتدار کے خلاف مسلسل (قازق) عوامی مزاحمت سے عبارت ہیں"۔ مذکورہ روسی تاریخ دان کے مطابق لشکر کو چک میں سیریم باتیر کی بغاوت (اٹھارہویں صدی کی نویں اور دسویں دہائیوں میں)، لشکر بوکے میں اساتائی تائمان اولی کی بغاوت (انیسویں صدی کی چوتھی اور پانچویں دہائیوں میں) اور لشکر میانہ میں کینیساری قاسموف اور صادق کی بغاوت (انیسویں صدی کی پانچویں سے ساتویں دہائی تک) تمام آپس میں مربوط بغاوتیں تھیں۔ ان میں سے ہر بغاوت دوسری کے لیے چنگاری کا کام دیتی تھی اور ان سب کا واحد سبب قازقوں میں زبردست روس مخالف جذبات تھے جو روسیوں کو اپنی اقتصادی اور سیاسی مشکلات کا سبب سمجھتے تھے۸۱۔ خود "ابو الخیر کے اپنے ساتھیوں اور حواریوں (entourage) میں روسی بالادستی قبول کرنے کے خلاف زبردست مزاحمت پائی جاتی تھی"۸۲۔